رسالہ

اعلام الاعلام بان ھنٌدوستان دار الاسلام

(علم کے پہاڑوں کا اعلان کہ بیشک ہندوستان دارالاسلام ہے)

مسئلہ ۲ تا ۵ از بدایوں محلہ براہم پورہ مرسلہ مرزا علی بیگ صاحب ۱۲۹۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) ہندوستان دار الحرب ہے یا دار الاسلام؟

(۲) اس زمانہ کے یہود و نصارٰی کتابی ہیں یا نہیں؟

(۳) روافض وغیرہم مبتدعین کہ کفار واخلِ مرتدین ہیں یا نہیں؟ جواب مفصل بدلائل عقلیہ ونقلیہ مدلّل درکار ہے، بیّنوا توجروا۔

جوابِ سوالِ اوّل

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ بلکہ علمائے ثلٰثہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کے مذہب پر ہندوستان دارالاسلام ہے ہرگز دارالحرب نہیں کہ دارالاسلام کے دارالحرب ہوجانے میں جو تین باتیں ہمارے امام اعظم امام الائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک درکار ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ وہاں احکام شرک علانیہ جاری ہوں اور شریعتِ اسلام کے احکام و شعائر مطلقاً جاری نہ ہونے پائیں اور صاحبین کے نزدیک اسی قدر کافی ہے مگر یہ بات بحمد اللہ یہاں قطعاً موجود نہیں اہلِ اسلام جمعہ وعیدین واذان واقامت ونماز باجماعت وغیرہا شعائر شریعت بغیر مزاحمت علی الاعلان ادا کرتے ہیں۔ فرائض، نکاح، رضاع، طلاق، عدّۃ، رجعت، مہر، خلع، نفقات، حضانت، نسب، ہبہ،

وقف، وصیت، شفعہ وغیرہا، بہت معاملات مسلمین ہماری شریعت غرا بیضاء کی بناپر فیصل ہوتے ہیں کہ ان امور میں حضرات علماء سے فتوٰی لینا اور اسی پر عمل وحکم کرنا حکام انگریزی کو بھی ضرور ہوتا ہے اگرچہ ہنود ومجوس ونصارٰی ہوں اور بحمداللہ یہ بھی شوکت وجبروت شریعت علیہ عالیہ اسلامیہ اعلی اللہ تعالٰی حکمہا السامیہ ہے کہ مخالفین کو بھی اپنی تسلیم اتباع پر مجبور فرماتی ہے والحمدللہ رب العالمین، فتاوٰی عالمگیریہ میں سراج وہاج سے نقل کیا:

اعلم ان دار الحرب تصیر دار الاسلام بشرط واحد وھو اظہار حکم الاسلام فیہا[1]۔

جان لو کہ بیشک دارالحرب ایک ہی شرط سے دارالاسلام بن جاتا ہے وُہ یہ ہے کہ وہاں اسلام کا حکم غالب ہوجائے۔ (ت)

پھر سراج وہاج سے صاحب المذہب سیدنا ومولٰنا محمد بن الحسن قدس سرہ الاحسن کی زیادات سے کہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے نقل کیا:

انما تصیر دار الاسلام دار الحرب عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی بشروط ثلثۃ احدہا اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتہار وان لایحکم فیہا بحکم الاسلام ثم قال وصورۃ المسئلۃ ثلثۃ اوجہ اما ان یغلب اھل الحرب علی دار من دورنا او ارتد اھل مصر غلبوا واجروا احکام الکفر او نقض اھل الذمۃ العہد وتغلبوا علی دارھم ففی کل من ھذہ الصور لاتصیر دار حرب الا بثلثۃ شروط، وقال ابویوسف ومحمد رحمہما اللہ تعالٰی بشرط واحد وھو اظہار احکام الکفر وھو القیاس[2] الخ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک دارالاسلام تین شرائط سے دارالحرب ہوتا ہے جن میں ایک یہ کہ وہاں کفار کے احکام اعلانیہ جاری کئے جائیں اور وہاں اسلام کا کوئی حکم نافذ نہ کیا جائے، پھر فرمایا اور مسئلہ کی صورت تین طرح ہے اہل حرب ہمارے علاقہ پر غلبہ پالیں یا ہمارے کسی علاقے کے شہری مرتد ہوکر وہاں غلبہ پالیں اور کفر کے احکام جاری کردیں یا وہاں ذمی لوگ عہد کو توڑ کر غلبہ حاصل کرلیں، تو ان تمام صورتوں میں وُہ علاقہ صرف تین شرطوں سے دارالحرب بنے گا۔ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالٰی نے فرمایا: صرف ایک ہی شرط سے دارالحرب بن جائے گا وہ یہ کہ احکام کفر اعلانیہ غالب کردئے جائیں۔ یہی قیاس ہے الخ (ت)

درر غرر ملا خسرو میں ہے:

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الباب الخامس فی استیلاء الکفار نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۳۲

[2] ایضاً

دارالحرب تصیر دارالاسلام باجراء احکام الاسلام فیھا کاقامۃ الجمعۃ والاعیاد وان بقی فیھا کافر اصلی ولم یتصل بدارالاسلام بان کان بینھا و بین دارالاسلام مصر اٰخر لاھل الحرب[1] الخ ھذا لفظ العلامۃ خسرو واثرہ شیخی زادہ فی مجمع الانھر، وتبعہ المولی الغزی فی التنویر، واقرہ المدقق العلائی فی الدر، ثم الطحطاوی والشامی اقتدیا فی الحاشیتین۔

دارالحرب، اسلامی احکام جاری کرنے مثلاً جمعہ اور عیدین وہاں ادا کرنے پر دارالاسلام بن جاتا ہے اگرچہ وہاں کوئی اصلی کافر بھی موجود ہو اور اس کا دارالاسلام سے اتصال بھی نہ ہو یُوں کہ اس کے اور دارالاسلام کے درمیان کوئی دوسرا حربی شہر فاصل ہو الخ، یہ علامہ خسرو کے الفاظ ہیں، اور مجمع الانہر میں شیخی زادہ نے اس کی پیروی کی ہے، اور مولٰی غزی نے تنویر میں اس کی اتباع کی، اور مدقق علائی نے دُر میں اس کو ثابت رکھا، پھر طحطاوی اور شامی نے اپنے اپنے حاشیہ میں اسکی اقتدا کی۔ (ت)

جامع الفصولین سے نقل کیا گیا:

لہ ان ھذہ البلدۃ صارت دارالاسلام باجراء احکام الاسلام فیھا فمابقی شیئ من احکام دارالاسلام فیھا تبقی دارالاسلام علی ماعرف ان الحکم اذا ثبت بعلۃ فمابقی شیئ من العلۃ یبقی الحکم ببقائہ، ھکذا ذکر شیخ الاسلام ابوبکر فی شرح سیر الاصل انتھی[2]، وعن الفصول العمادیۃ ان دارالاسلام لایصیر دارالحرب اذا بقی شیئ من احکام الاسلام وان زال غلبۃ اھل الاسلام وعن منشور الامام ناصرالدین دارالاسلام انما

امام صاحب کے ہاں دارالحرب کا علاقہ اسلامی احکام وہاں جاری کرنے سے دارالاسلام بن جاتا ہے تو جب تک وہاں اسلامی احکام باقی رہیں گے وُہ علاقہ دارالاسلام رہے گا، یہ اس لئے کہ حکم جب کسی علت پر مبنی ہو تو جب تک علت میں سے کچھ پایا جائے تو اس کی بقاء سے حکم بھی باقی رہتا ہے جیسا کہ معروف ہے۔ ابوبکر شیخ الاسلام نے اصل (مبسوط) کے سیر کے باب کی شرح میں یونہی ذکر فرمایا ہے، اھ، فصول عمادیہ سے منقول ہے کہ دارالاسلام جب تک وہاں احکام اسلام باقی رہیں گے تو وُہ دارالحرب نہ بنے گا اگرچہ وہاں اہل اسلام کا غلبہ ختم ہوجائے، امام ناصرالدین کی منشور سے منقول ہے کہ دارالاسلام صرف اسلامی

---

[1] دُرر غُرر کتاب الجہاد باب المستامن مطبعہ احمد کامل مصر ۱/۲۹۵

[2] جامع الفصولین الفصل الاول فی القضاء اسلامی کتب خانہ کراچی ص ۱۲

صارت دار الاسلام باجراء الاحکام فما بقیت علقة من علائق الاسلام یترجح جانب الاسلام[1] وعن البرھان شرح مواھب الرحمٰن لا یصیر دار الحرب ما دام فیه شیئ منھا بخلاف دار الاسلام لانا رجحنا اعلام الاسلام واحکام اعلام کلمة الاسلام[2] وعن الدر المنتقٰی لصاحب الدر المختار ان دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء بعض احکام الاسلام[3]۔

احکام جاری کرنے سے بنتا ہے تو جب تک وہاں اسلام کے متعلقات باقی ہیں تو وہاں اسلام کے پہلو کو ترجیح ہوگی۔ اور برہان شرح مواہب الرحمٰن سے منقول ہے کوئی علاقہ اس وقت تک دار الحرب نہ بنے گا جب تک وہاں کچھ اسلامی احکام باقی ہیں کیونکہ اسلامی نشانات کو اور کلمۂ اسلام کے نشانات کے احکام کو ہم ترجیح دیں گے دار الاسلام کا حکم اس کے خلاف ہے۔ صاحب درمختار کی المنتقٰی سے منقول ہے کہ دار الحرب میں بعض اسلامی احکام کے نفاذ سے دار الاسلام بن جاتا ہے۔(ت)

شرح نقایہ میں ہے:

لاخلاف ان دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء بعض احکام الاسلام فیھا[4]۔

بلا اختلاف دار الحرب وہاں بعض اسلامی احکام کے نفاذ سے وہ دار الاسلام بن جاتا ہے(ت)

اور اسی میں ہے:

وقال شیخ الاسلام والامام الاسبیجابی الدار محکومة بدار الاسلام ببقاء حکم واحد فیھا کما فی العمادی وغیرہ[5]۔

شیخ الاسلام اور امام اسبیجابی نے فرمایا: کسی بھی علاقہ میں کوئی ایک اسلامی حکم بھی باقی ہو تو اس علاقہ کو دار الاسلام کہا جائے گا، جیسا کہ عمادی وغیرہ میں ہے۔(ت)

پھر اپنے بلاد اور وہاں کے فتن و فساد کی نسبت فرماتے ہیں:

فالاحتیاط ان یجعل ھذہ البلاد دار الاسلام والمسلمین وان کانت للملاعین والید فی الظاھر

احتیاط یہی ہے کہ یہ علاقہ دار الاسلام والمسلمین قرار دیا جائے، اگرچہ وہاں ظاہری طور پر شیطانوں کا

---

[1] الفصول العمادیة

[2] البرھان شرح مواھب الرحمان

[3] الدر المنتقٰی علی ہامش مجمع الانھر کتاب السیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۳۴

[4] جامع الرموز کتاب الجہاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/۵۵۶

[5] " " " " " " " ۴/۵۵۷

لھؤلاء الشیطین ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظلمین ونجنا برحمتك من القوم الکفرین کما فی المستصفی وغیرہٖ[1]۔

قبضہ ہے، اے ہمارے رب! ہمیں ظالموں کے لئے فتنہ نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں سے نجات عطا فرما، جیسا کہ مستصفی وغیرہ میں ہے (ت)

درر غرر و تنویر الابصار و درمختار و مجمع الانہر وغیرہا میں کہ شرط اول کو صرف بلفظ اجرائے احکام الشرک سے تعبیر کیا وہاں بھی یہی مقصود کہ اُس ملک میں کلیۃً احکامِ کفر ہی جاری ہوں نہ یہ کہ مجرد جریان بعض کفر کافی ہے اگرچہ اُن کے ساتھ بعض احکام اسلام بھی اجراء پائیں۔

فی الحاشیۃ الطحطاویۃ علی الدرالمختار قولہ باجراء احکام اھل الشرك ای علی الاشتہار وان لایحکم فیہا بحکم اھل الاسلام ھندیۃ وظاھرہ انہ لو اجریت احکام المسلمین و احکام اھل الشرك لاتکون دار حرب انتہی[2]۔

درمختار کے حاشیہ طحطاوی میں ہے قولہ باجراء احکام اھل الشرك (اس کا قول کہ اہل شرک کے احکام کے اجراء سے دارالحرب بن جاتا ہے) سے مراد یہ ہے کہ وہاں اعلانیہ احکامِ شرک نافذ کئے جائیں اور اہلِ اسلام کا کوئی حکم بھی نافذ نہ ہو، ہندیہ میں یوں ہے کہ اس سے ظاہر ہے کہ اگر وہاں احکامِ شرک اور احکامِ اسلام دونوں نافذ ہوں تو دارالحرب نہ ہوگا اھ (ت)

اور اسی طرح حاشیہ شامیہ میں نقل کرکے مقرر رکھا،

اقول وباللہ التوفیق والدلیل علی ذلك امران الاول قول محمد وھو الطراز المذھب انھا تصیر دار حرب عند الامام بشرائط ثلث احدھا اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتہار وان لایحکم فیہا بحکم الاسلام فانظر کیف زاد الجملۃ الاخیرۃ ولم یقتصر علی الاولی فلولم یفسر کلامھم بما ذکرنا لکان کلام الامام

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے) اس پر دلیل دو چیزیں ہیں، اول یہ کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی جو مذہب کے ترجمان ہیں ان کا یہ قول کہ وہ علاقہ امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک تین شرطوں سے دارالحرب بنتا ہے ان میں سے ایک یہ کہ وہاں کفار کے احکام اعلانیہ جاری کئے جائیں اور کوئی اسلامی حکم نافذ نہ ہو، تو غور کرو کہ انھوں نے آخری جملہ کیسے زائد فرمایا اور صرف پہلے جملہ پر اکتفانہ فرمایا، اگر فقہاء کا کلام ہمارے ذکر کردہ بیان سے واضح نہ بھی کیا جائے تو صرف

---

[1] جامع الرموز کتاب الجہاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/ ۵۵۰

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الجہاد فصل فی استیمان الکافر دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۴۶۰

قاضیا علیهم و ناهیك به قاضیا عدلاً فالثانی
ان هٰؤلاء العلماء هم الذین قالوا
فی دار الحرب انها تصیر دار الاسلام
باجراء احکام الاسلام فیها فاما ان تقولوا
ههنا ایضا انها تصیر دار الاسلام باجراء
بعض احکام الاسلام ولو مع جریان
بعض احکام الکفر فعلی هذا ترفع
المباینة بین الدارین اذ کل دار تجری
فیها الحکمان مع استجماع بقیة
شرائط الحربیة تکون دار حرب
و اسلام جمیعا لصدق الحدین معًا
وکذا لو اردت الخلوص والتمحض
فی کل الموضعین یعنی ان دار الحرب
ما یجری فیها احکام الشرك خالصة
ودار الاسلام ما یحکم فیها باحکام الاسلام
محضة فعلی هذا تکون دار التی
وصفناها لك واسطة بین الدارین
ولم یقل به احد، واما ان ترید
التمحض فی المقام الثانی دون
الاول فهذا یخالف ما قصده
الشارع من اعلاء الاسلام
و نص العلماء کثیرا من
الاحکام علی ان الاسلام
یعلو ولا یعلی، علی انه
یلزم ان تکون دور الاسلام

امام صاحب کا کلام ہی فیصلہ کُن ہے تجھے یہی فیصلہ کُن
کلام کافی ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ یہی وُہ علماء کرام ہیں
جنھوں نے دار الحرب کے متعلق فرمایا کہ وُہ دار الاسلام
بن جاتا جب اس میں اسلامی احکام جاری کئے جائیں '
تو اگر یہاں بھی وُہ بعض اسلامی احکام مرادلیں (جس طرح
کہ دار الحرب کے لئے کفار کے بعض احکام تم نے
مرادلئے) تو جب بعض اسلامی احکام کے ساتھ کچھ احکام کفار
ہوں گے تو اس سے دار الحرب اور دار الاسلام کے
درمیان فرق ختم ہو جائے گا، کیونکہ ان دونوں میں سے
ہر ایک میں دونوں قسم کے حکم پائے جائیں گے اگرچہ
کفار کے احکام زائد ہوں تو لازم آئے گا کہ ہر ایک
دار الحرب اور دار الاسلام بھی ہو کیونکہ دونوں پر ہر ایک
کی تعریف صادق آئے گی، اگر تم یہاں یہ مراد لو کہ ہر دار
میں اس کے تمام احکام وہاں نافذ ہوں اور ایک دوسرے
کے احکام سے خالی ہوں یعنی دار الحرب وُہ ہے جس میں تمام
احکام خالص کفر کے ہوں اور دار الاسلام وُہ ہے جس میں
خالص اسلامی احکام ہوں، تو اس سے لازم آئے گا
کہ جس دار کی بحث ہو رہی ہے وُہ دونوں داروں میں واسطہ
کہلائے گا یعنی وہ نہ دار الاسلام ہو نہ دار الحرب ہو حالانکہ
ایسے دار کا کوئی بھی قائل نہیں، اگر تم یہ مراد لو کہ ثانی یعنی
دار الاسلام میں تو خالص اسلامی ہوں اور دوسرے یعنی
دار الحرب میں خالص ہونا ضروری نہیں تو اس سے شارع
کا مقصد اعلاءِ کلمہ اسلام اور اس کی ترجیح فوت ہو جائیگی
جو شارع کے مقصد کے خلاف ہے جبکہ علماء نے
بہت سے احکام "الاسلام یعلو ولا یعلی" (اسلام

باسرها دور حرب علی مذهب الصاحبین اذا اجری فیها شیئ من احکام الکفر او حکم فیها بعض ما لم ینزل الله سبحنه وتعالٰی وهو معلوم مشاهد فی هذه الاعصار بل من قبلها بکثیر حیث فشا التهاون فی فی الشرع الشریف وتقاعد الحکام عن اجراء احکامه وترقی اهل الذمة علی خلاف مراد الشریعة عن ذل ذلیل الی عز جلیل واعطوا مناصب رفیعة ومراتب شامخة منیعة حتی استعلوا علی المسلمین ورحم الله للقائل کما نقل المولی الشامی ؎

احبابنا نوب الزمان کثیرة
وامرّ منها رفعة السفهاء
فمتی یفیق الدهر من سکراته
و أری الیهود بذلة الفقهاء[1]

وکذلک ارتضی بعض الظلمة من حکام الجور بعض البدعات التی خرقها ائمة الکفر فاجروها فی بلادهم کتحلیف الشهود والزام المصادرات والمکوس ووضع الوظائف الباطلة علی الاموال والنفوس الی غیر ذلک من الاحکام الباطلة ویسلم هذا الامر الفظیع من اشنع الشنائع الهائلة فوجب القول بان امراد

غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا) کے قاعدہ پر مبنی قرار دئے ہیں، علاوہ ازیں یہ بھی لازم آئے گا کہ تمام دار الاسلام صاحبین کے مذہب پر دار الحرب قرار پائیں جبکہ ان میں کچھ احکام کفر پائے جاتے ہوں یا اللہ تعالٰی کے نازل کردہ حکم کے خلاف وہاں حکم نافذ پائے جاتے ہوں جیسا کہ آج کے دور میں مشاہدہ ہے بلکہ قبل ازیں بھی ایسا رہا ہے جب سے شریعت کے بارے میں سُستی ظاہر ہوئی اور مسلمان حکام نے شرعی احکام کے نفاذ سے رُوگردانی کر رکھی ہے، اور ذمی حضرات کو ترقی ملی ہے کہ خلاف شرع ذلیل کی ذلت سے نکل کر بڑی عزت پا رہے ہیں جن کو مسلمان حکمرانوں نے بلند منصب اور محفوظ مراتب عطا کر رکھے ہیں یہاں تک کہ وہ مسلمانوں پر تعلّی کرنے لگے ہیں، اللہ تعالٰی ایک قائل پر رحم فرمائے جس کا کلام مولانا شامی نے نقل کیا ہے (شعر کا ترجمہ) "دوستو! زمانہ کے مصائب کثیر ہیں، ان میں سے سخت ترین بیوقوف لوگوں کا اقتدار ہے، تو کب زمانے کا نشہ ختم ہوگا جبکہ ملک یہودی بن کر فقہاء کی ذلت گاہ بن چکا ہے۔" اور جیسا کہ بعض ظالم حکمرانوں نے کافر لیڈروں کی جاری کردہ کئی بدعات کو پسند کرتے ہوئے اپنے ملکوں میں جاری کر دیا مثلاً گواہوں سے حلف لینا، اور ٹیکس، چونگیاں اور لوگوں کے اموال اور نفوس پر باطل قسم کے محصولات لاگو کر دئے، یہ پریشان کن بُرے معاملات مسلمان ملکوں میں ماننے پڑیں گے لہذا ضروری ہے کہ پہلے مقام یعنی دار الحرب میں خالص مکمل احکام کفر ہوں اور دوسرے یعنی دار الاسلام میں ایسا نہ ہو جبکہ یہی مدعٰی ہے، تو اس سے

[1] ردالمحتار کتاب الجہاد دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۷۵

فی المقام الاوّل هو الخلوص والتمحض دون الثانی وهو المقصود وبهذا تبین ان الدار التی تجری فیها الحکمان شیئ من ھذا وشیئ من ھذا کدارنا ھٰذہ لا تکون دار حرب علی مذھب الصاحبین ایضا لعدم تمحض احکام الشرك فمن الظن ما عرض لبعض المعاصرین من بناء نفی الحربیۃ علی الهند علی مذھب الامام فقط فتوھم انه لا یستقیم علی مذھب الصاحبین واخطأ الی تطویل الکلام بما کان فی غنی عنه واشد سخافۃ و اعظم شناعۃ ما اعتری بعض اجلۃ المشاھیر من الذین ادرکنا عصرھم اذ حاولوا نفی الحربیۃ عن بلادنا بناء علی عدم تحقق الشرط الثانی اعنی الاتصال بدار الحرب ایضا فقالوا معنی الاتصال ان تکون محاطۃ بدار الحرب من کل جھۃ ولا تکون فی جانب بلدۃ اسلامیۃ وھو غیر واقع فی بلاد الهند اذ جانبها الغربی متصل بملك الافاغنۃ کفشاور وکابل وغیرھما من بلاد دار الاسلام **اقول** یالیته تفکر فی معنی الثغور او نظر الی فضائل المرابطین فتأمل فی معنی الرباط او علم ان مکۃ والشام والطائف وارض حنین وبنی المصطلق وغیرھا کانت دار حرب علی عھد النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم مع اتصالها بدار الاسلام قطعا او فھم

واضح ہوگیا کہ وُہ دار جس میں دونوں قسم کے احکام کچھ کفر کے اور کچھ اسلام کے پائے جائیں جیسا کہ ہمارا یہ ملک ہے، صاحبین کے مذہب پر بھی دار الحرب نہ ہوگا کیونکہ یہاں خالص محض احکام کفر نہیں ہیں تو ہمارے بعض معاصرین کا یہ گمان کہ ہندوستان سے دار الحرب کی نفی کی بنیاد صرف امام صاحب کا مذہب ہے، اس کا وہم ہے کہ صاحبین کے مذہب پر درست نہیں ہے اس نے طویل کلام کیا جبکہ اس کی ضرورت نہیں تھی، کمزور ترین اور سب سے خطرناک موقف وُہ ہے جو ہمارے زمانہ کے مشہور اجلہ حضرات کو لاحق ہُوا ہے کہ انھوں نے ہمارے اس ملک سے دار الحرب کی نفی کی بنیاد شرط ثانی یعنی کسی دار الحرب سے اتصال کے نہ پائے جانے کو قرار دیا ہے اور انھوں نے اتصال کا معنیٰ لیا ہے کہ چاروں طرف سے دار الحرب میں گھرا ہوا ہو اور کسی طرف سے دار الاسلام سے نہ ملا ہُوا ہو چونکہ اتصال کا معنیٰ ہندوستان میں نہیں پایا جاتا لہٰذا یہ دار الحرب نہ ہوگا کیونکہ ہندوستان غربی جانب سے افغانوں کے ملک پشاور اور کابل وغیرہ دار الاسلام سے ملا ہُوا ہے **اقول** (میں کہتا ہوں کہ) کاش وہ سرحدوں کے معنیٰ پر غور کرلیتے، یا اسلامی سرحدوں کی نگرانی کی فضیلت کو دیکھتے ہوئے رباط کے معنیٰ پر غور کرلیتے یا یہ معلوم کرلیتے کہ مکہ، شام، طائف، حنین اور بنی مصطلق کے علاقے وغیرہا حضور علیہ الصلٰوۃ و السلام کے ایک زمانہ میں دار الحرب تھے حالانکہ ان سب کا دار الاسلام سے اتصال تھا، یا یہی سمجھ لیتے

ان الامام کلما فتح بلدۃ من بلاد الکفار واجری فیہا احکام الاسلام صارت دار الاسلام والتی تلیہا من البلاد تحت حکم الکفار دار حرب کما کانت او تفطن ان لو صح ما قالہ لاستحال ان یکون شئ من دیار الکفر دار حرب الا ان یفصل بینہا وبین الحدود الاسلامیۃ البحار والمفاوز ولم یقل بہ احد، وذلک لانہ کلما حکمت علی بلدۃ بانہا دار حرب سألنا عما یحیطہا من البلاد فان کان فیہا من بلاد الاسلام کانت الاولی ایضا دار الاسلام لعدم الاتصال بالمعنی المذکور والا نقلنا الکلام الی ما یلاصقہا حتی ینتہی الی بلدۃ من بلاد الاسلام فتصیر کلہا دار الاسلام لتلازق بعضہا ببعض او لا تکون فی تلک الجہۃ بلدۃ اسلامیۃ الی منقطع الارض، وبالجملۃ ففساد ہذا القول اظہر من ان یخفی وانما منشؤہ القیاس الفاسد وذلک ان الشرط عند الامام فی صیرورۃ بلدۃ من دار الاسلام دار الحرب ان لا تکون محاطۃ بدار الاسلام من الجہات الاربع وذلک لان غلبۃ الکفار اذن علی شرف الزوال فلا تخرج بہ

کہ مسلمان امام جب کفار کے کسی علاقہ کو فتح کر کے وہاں اسلامی احکام جاری کر دیتا تو وُہ علاقہ دار الاسلام بن جاتا ہے جبکہ اس سے متصل باقی علاقے جو کفار کے قبضہ میں بدستور ابھی تک موجود ہیں وُہ پہلے کی طرح دار الحرب ہیں، یا ان کو سمجھ آتی کہ جو کچھ وُہ کہہ رہے ہیں اگر صحیح ہو تو پھر دُنیا بھر میں کوئی بھی دار کفر اس وقت تک دار الحرب نہ کہلائے جب تک ان میں اور دار الاسلام میں سمندروں اور بیابانوں کا فاصلہ نہ ہو، حالانکہ کوئی بھی دار الحرب کے اس معنیٰ کا قائل نہیں ہے، یہ اس لئے کہ جب آپ کسی ملک کو دار الحرب کہیں گے تو ہم استفسار کریں گے کہ اس کے اردگرد کن ملکوں کا احاطہ ہے اگر کوئی بھی ان میں سے دار الاسلام ہو تو پہلا ملک (دار الحرب) بھی دار الاسلام قرار پائے گا کیونکہ وُہ اتصال جو دار الحرب کا معیار ہے وہ نہ پایا گیا، ورنہ اگر اردگرد اسلامی ملک نہ ہو تو پھر ہم اس سے ملنے والے دوسرے ملک کی بابت معلوم کریں گے حتیٰ کہ ملتے ملاتے کوئی دار الاسلام پایا گیا تو یہ درمیان والے تمام ملک دار الاسلام ہو جائیں گے کیونکہ ان ملکوں کا آپس میں ایک دوسرے سے اتصال ہو گیا ہے، یا پھر یہ تسلیم کیا جائے کہ اس جہت میں کرۂ ارض میں کوئی بھی دار الاسلام نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ دار الحرب کے اس معیار والے قول کا فساد واضح ہے جس میں کچھ بھی خفا نہیں ہے، اس کی بنیاد یہ فاسد قیاس ہے کہ امام صاحب کے نزدیک کسی دار الاسلام کے دار الحرب بننے کے لئے یہ شرط ہے کہ چاروں اطراف سے وُہ ملک دار الاسلام میں گھرا ہُوا نہ ہو کیونکہ اگر وُہ

البلدة عن دار الاسلام فمن عم ان شرط الحربیة ان تکون محاطة بدار الحرب من جمیع الجوانب وما افسدہ من قیاس کما لا یخفی عما افاد الناس۔

گھرا ہُوا ہو تو اس دار الحرب میں کفار کا غلبہ معرضِ سقوط میں رہے گا تو یُوں وُہ دار الاسلام سے خارج نہ رہے گا، لہٰذا انھوں نے خیال کرلیا کہ کسی ملک کے حربی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وُہ چاروں طرف سے حربی ملکوں میں گھرا ہُوا ہو، یہ قیاس نہایت ہی فاسد ہے جو عوام الناس کے لئے بھی مخفی نہیں۔ (ت)

الحاصل ہندوستان کے دار الاسلام ہونے میں شک نہیں عجب ان سے جو تحلیل ربٰو کے لئے (جس کی حرمت نصوصِ قاطعۂ قرآنیہ سے ثابت اور کیسی کیسی سخت وعیدیں اُس پر وارد) اس ملک کو دار الحرب ٹھہرائیں اور باوجود قدرت واستطاعت ہجرت کا خیال بھی دل میں نہ لائیں گویا یہ بلاد اسی دن کے لئے دار الحرب ہُوئے تھے کہ مزے سے سود کے لطف اُڑائیے اور بآرام تمام وطن مالوف میں بسر فرمائیے استغفر اللہ، افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض[1] (میں اللہ تعالٰی سے مغفرت چاہتا ہُوں، تو کیا بعض کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ ت) اللہ سبحٰنہ وتعالٰی فرماتا ہے سُود کھانیوالے قیامت کو آسیب زدہ کی طرح اُٹھیں گے[2] یعنی مجنونانہ گرتے پڑتے بدحواس۔

اور حضور پُرنور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں نے کچھ لوگ ملاحظہ فرمائے کہ پیٹ ان کے پھُول کر مکانوں کے برابر ہوگئے ہیں اور مثل شیشہ کے ہیں کہ اندر کی چیز نظر آتی ہے سانپ بچھو ان میں بھرے ہیں، میں نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا، سُود کھانے والے[3]۔

جب تحریم ربٰو کی آیت نازل ہوئی بعض مسلمانوں نے کہا: جو سُود ہمارا نزولِ آیت سے پہلے کا رہ گیا ہے وُہ لے لیں آئندہ باز رہیں گے، حکم آیا اگر نہیں مانتے تو اعلان کردو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا[4]۔

سیّدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سُود خور پر لعنت کی[5]۔

مولٰی علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سُود خور پر لعنت فرماتے سُنا[6]، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں، سُود کے ستر ٹکڑے ہیں سب سے ہلکا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے[7]۔

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۸۵ [2] القرآن الکریم ۲/ ۲۷۵ [3] سنن ابن ماجہ، باب التغلیظ فی الربا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۶۵
[4] " " ۲/ ۲۷۹ [5] صحیح مسلم، باب الربا، قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۷ [6] مسند احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ۱/ ۱۵۸
[7] سنن ابن ماجہ، باب التغلیظ فی الربا، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۶۵ و مشکوۃ المصابیح باب الربا، مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۴۶

اور ایک حدیث میں آیا، سُود کا ایک درم دانستہ کھانا ایسا ہے جیسا چھتیس [۳۶] بار اپنی ماں سے زنا کرنا[۱]۔
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔

جواب سوال دوم

نصارٰی باعتبار حقیقت لغویہ از انجا کہ قیام مبدء مستلزم صدق مشتق ہے بلاشُبہہ مشرکین ہیں کہ وہ بالقطع قائل بہ تثلیث و بنوت ہیں؛ اسی طرح وُہ یہود جو الوہیت و ابنیتِ عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائل تھے، مگر کلام اس میں ہے کہ حق تبارک و تعالٰی نے کتب آسمانی کا اجلال فرما کر یہود و نصارٰی کے احکام کو احکام مشرکین سے جُدا کیا اور اُن کا نام اہلِ کتاب رکھا اور ان کے نساء و ذبائح کو حلال و مباح ٹھہرایا آیا نصارٰیٔ زمانہ بھی کہ الوہیتِ عبداللہ مسیح بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی علی الاعلان تصریح اور وہ یہود جو مثل بعض طوائف ماضیہ الوہیت بندۂ خدا عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائل ہوں اُنھیں میں داخل اور اس تفرقہ کے مستحق ہیں یا ان پر شرعاً یہی احکام مشرکین جاری ہوں گے اور اُن کی نساء سے تزوّج اور ذبائح کا تناول ناروا ہوگا۔ کلماتِ علمائے کرام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین اس بارے میں مختلف، بہت مشائخ نے قولِ اخیر کی طرف میل فرمایا، بعض علماء نے تصریح کی کہ اسی پر فتوٰی ہے، مستصفٰی میں ہے:

قالوا ھذا یعنی الحل اذا لم یعتقدوا المسیح الٰھا اما اذا اعتقدوہ فلا وفی مبسوط شیخ الاسلام ویجب ان لایأکلوا ذبائح اھل الکتاب اذا اعتقدوا ان المسیح الٰہ وان عزیر الٰہ ولا یتزوّجوا نساءھم وقیل علیہ الفتوٰی[۲]

علماء نے فرمایا کہ ان کا ذبیحہ تب حلال ہوگا کہ وُہ عیسٰی علیہ السلام کو الٰہ نہ مانتے ہوں، لیکن اگر وُہ ان کو الٰہ مانتے ہوں تو پھر حلال نہ ہوگا، اور شیخ الاسلام کی مبسوط میں ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اہلِ کتاب کا ذبیحہ اس صورت میں نہ کھائیں جب وہ مسیح علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کو الٰہ مانتے ہوں اور اندریں صورت ان کی عورتوں سے نکاح بھی نہ کریں، اسی پر فتوٰی کہا گیا ہے۔(ت)

اُن علماء کا استدلال آیہ کریمہ قالت الیھود عزیر ن ابن اللہ وقالت النصٰری المسیح ابن اللہ (یہود نے کہا عزیر ابن اللہ اور نصارٰی نے کہا مسیح ابن اللہ۔ت) سے ہے کہ اس کے آخر میں ارشاد پایا سبحٰنہ و تعالٰی عما یشرکون[۳] (وہ پاک ذات ہے اور جو انھوں نے اس کا شریک بنایا اللہ تعالٰی اس سے بلند و بالا ہے۔ت)

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح مجتبائی دہلی ص ۲۴۶ و مسند احمد بن حنبل دارالفکر بیروت ۲۲۵/۵ و الترغیب والترہیب، مصر ۳/۴
[۲] فتح القدیر بحوالہ المستصفٰی کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۳۵/۳
[۳] القرآن الکریم ۳۱/۹